رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳ Reg. L. 1093

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

قیمت ہر حالت میں پیشگی بھجوادیگی

والدہ ریاست اور امراء سے ۵ صہ
معاونین الحکم سے ۴ صہ
عوام سے ۵ صہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستان تا بہ بینی حالے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس۔ دیگر آدمے دیگر

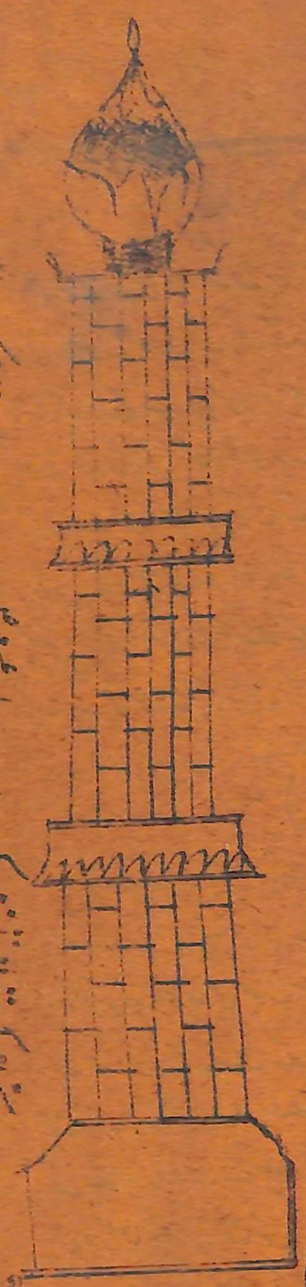

دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۱-۱۴-۲۸ کو شائع ہوتا ہے

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی) | دوا بینی شفا بینی غرض

جلد ۲۵ مورخہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء یوم جمعرات | نمبر ۱

الحکم کا احیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ

باز عاشق شدم و خط رفاقت دادم
عزم راگو کہ بیاید بہ مبارکبادم

الحکم کے نظام اجرا میں کچھ عرصہ سے جو بے قاعدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی تفصیل اور اسباب تعویق پر مجھ کو بحث کرنے کی اب ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ قارئین کرام اس سے واقف و آگاہ ہیں۔

مگر میں اپنے معزز کرمفرماؤں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ تعویق والتوا بہت سی نعمتوں اور برکات کا موجب اور بہت سے سبقوں اور تجربوں کا باعث ہوا

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

(۲)

الحکم کو جاری رکھنا میں نے ہمیشہ اپنی زندگی کا ایک مقصد عظیم سمجھا ہے۔ اس کا اجرا جن حالات کے ماتحت ۱۸۹۷ء میں ہوا تھا۔ میں نے اس کا بارہا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ ایک ربانی تحریک تھی۔ اور اسی مقتدر اور متصرف بالا دادہ ہستی کی قدرت نمائی تھی اور ہے۔ کہ الحکم عجیب و غریب مشکلات کے سلسلے میں پڑ کر ہمیشہ زندہ رہا۔ اور انشاء اللہ العزیز رہیگا۔

(۳)

الحکم کے ذریعہ مجھ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی جو توفیق ملی وہ میں مولا کریم کا ایک لازوال فضل یقین کرتا ہوں۔ اور الحکم کی جو قدر دانی جماعت نے کی ہے۔ وہ میرے لئے ہمیشہ مسرت و شکر گذاری کا باعث ہوئی ہے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الحکم کو اپنا بازو فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر خلافت میں الحکم کی گذشتہ خدمات کا جس طرح اظہار فرمایا۔ اس کے لئے اب تک مسجد نور کی فضا گواہ ہے۔ اور ہر سالانہ جلسہ پر وہ پلیٹ فارم اس صدائے بازگشت کے پردوں پر دوہراتا ہے ؛

حضرت اولو العزم خلیفۃ المسیح والمہدی (خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) نے بارہا سالانہ اجتماع پر اخبارات سلسلہ پر تنقید فرماتے ہوئے الحکم کی خصوصیات اور مشکلات کے مقابلہ میں اللہ کے فضل اور رحم سے اس کے جاری رہنے کا تذکرہ نہایت محبت اور پیار سے فرمایا۔ اور الحکم کے ایڈیٹرز خادم کی اس جدوجہد کو جو وہ الحکم کو جاری رکھنے کے لئے کرتا رہا۔ عرفان کا ثمرہ قرار دیا۔ اللّٰھم اجعلنا من العارفین آمین) اس حوصلہ افزاء تقریر کی بنا پر میں نے تفاؤل کے طور پر اپنا نام عرفانی رکھ لیا ؛

غرض الحکم کی اہمیت اور ضرورت اور اس کی مخصوص خدمات سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مسلمات میں سے ہے۔ اور مجھ کو اب اور کبھی اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ؛

(۴)

الحکم کے موجودہ عہد التوا کی داستان اور اسباب بیان کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں مختصراً اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ میں اواخر ۱۹۱۹ء میں حیدر آباد (دکن) گیا۔ اور اکتوبر ۱۹۲۲ء سے پہلے کسی صورت میں واپس نہ ہو سکا۔ اور اب واپس آنے پر قادیان کی پیاری اور میری ہمیشہ کی محبوب سرزمین کی آب و ہوا اور فضا نے پھر وہی جنون پیدا کیا۔ اور میں الحکم کے ذریعہ اپنے تین سال سے بچھڑے ہوئے دوستوں اور بھائیوں سے ملنے کو حاضر ہو گیا ہوں ؛

کارخانہ انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی عرفانی کے پبلشر ہوا۔

(۵)

میری واپسی کی اطلاع پر الحکم کے قدیم سرپرستوں اور میرے ذاتی دوستوں اور بزرگ احباب کے بہت سے خطوط اظہار مسرت و بہار کباد کے میرے پاس پہونچے۔ لیکن میں اپنی مصروفیت کے باعث ان کے فرداً فرداً جوابات نہ دے سکا۔ اس لئے الحکم کے ذریعے ان سب بزرگوں کے مخلصانہ جذبات کے اظہار کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے ایسے دوستوں اور بھائیوں کی ایک کثیر جماعت میں شامل فرمایا ہے ؂

(۶)

قدرتی طور پر اکثر احباب میرے حیدر آباد کے قیام کے حالات اور پھر حیدر آباد واپس جانے کے متعلق استفسار کرتے ہیں میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں حیدر آباد دکن میں رہتے ہوئے۔ ایک منٹ کے لئے بھی وہاں رہنے کا آرزومند نہ تھا اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مصلحت مجھے وہاں لے گئی۔ اور اب اگرچہ میں بظاہر رخصت کے سلسلہ میں آیا ہوں۔ لیکن الحکم اور سلسلہ کی خدمت کا جو شوق اللہ کریم نے اپنے فضل سے مجھے دیا ہے۔ اور دارالامان کی بہتی زندگی کی پر لطف گھڑیاں حیدر آباد یا کسی اور جگہ کی کشش میرے دل نہیں رہنے دیتی ہیں۔ اور میں بقیہ زندگی (اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق راہ ہو۔ اور جس کا میں اس کے فضل پر بھروسہ کر کے امیدوار ہوں) الحکم اور سلسلہ کی خدمت ہی میں گذارنی چاہتا ہوں۔ حیدر آباد میں میرے تین سال کس طرح گذرے یہ بجائے خود ایک مستقل کتاب کا مضمون ہے۔ اور اس مختصر نوٹ میں اس کی تصریح ممکن نہیں ؂ میں "عہد عثمانی اور حیدر آباد میں میرے تین سال" ایک مستقل کتاب انشاء اللہ العزیز لکھونگا اور انشاء اللہ العزیز یہ کتاب بہت دلچسپ ہوگی ؂

(۷)

الحکم کے آئندہ نظام العمل کے متعلق مجھے سردست کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ سر میں بڑے بڑے ارادے اور دل میں بڑے بڑے منصوبے الحکم کی بہتری اور ترقی کے بھرے ہوئے ہیں۔ میں نہیں جانتا وہ کیونکر پورے ہونگے۔ ہاں کبھی اللہ کے فضل اور رحم سے میں مایوس نہیں ہوا۔ اور میری امید اس کی غریب نوازی پر ہمیشہ وسیع رہی ہے۔ اور اب بھی اس کے فضل اور نصرت کو قریب پاتا ہوں ؂

الحکم کے موضوع اور پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ الحکم سلسلہ عالیہ کا خادم ہے اور سلسلہ کی خدمت ہی اس کا سوٹو اور مرکز ہے ؂

(۸)

گذشتہ تین سال کے اندر دنیا میں بہت بڑا انقلاب ہو چکا ہے اور بہت بڑی سرعت کے ساتھ حالات میں تغیر ہوتا چلا جاتا ہے اگر میرے اغراض و مقاصد میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان مقاصد کے حصول و تکمیل کے لئے اسباب اور ذرائع میں حالات حاضرہ کے ماتحت تبدیلی ہو جائے ؂

مجھ کو اس امر کا اظہار دلی رنج سے کرنا پڑتا ہے۔ کہ میرے بعض دیرینہ محسن اور غمگسار احباب میری اس سہ سالہ غیر حاضری میں اپنے مولیٰ کریم سے جا ملے ہیں۔ جن کا تذکرہ وقتاً فوقتاً الحکم میں ہوگا اللہ تعالیٰ ان سب کو فردوس بریں میں درجات عالیہ عطا فرماوے۔ آمین ؂

(۹)

اب مجھکو زندہ خدا کی پرستار اور زندہ رسول کی خادم زندہ احمدی قوم سے صرف یہ کہنا ہے۔ کہ الحکم کو زندہ رکھنا اس کے فرائض ملی میں داخل ہے۔ میری کمزوریاں اور کوتاہیاں اسکے راستے روک نہیں ہو سکتی ہیں۔ "ہر ممکن طریق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی اس یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ہر ممکن قربانی کے لئے آمادہ رہیں۔ الحکم کے متعلق میں اولوالعزم خلیفہ ثانی کے عہد خلافت میں جن اولوالعزم ارادوں کو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اپنے وقت پر ان کا اظہار ہوتا رہے گا۔ میں عزم صمیم رکھتا ہوں کہ جلد سے جلد

روزانہ الحکم

جاری کروں۔ اور خدا کے فضل سے بعید نہیں۔ کہ مجھے توفیق مل جائے ایک روزانہ اخبار کی ضرورت میں ایک عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اب وقت آگیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

یہ ضرورت پوری ہو ؂

(۱۰)

الحکم کی تجدید اشاعت کے متعلق ان چند تمہیدی جملوں کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں۔ کہ اس نے پھر مجھے موقعہ دیا کہ میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس کی عطا کردہ قوتوں سے کام لے سکوں۔ میں اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہوں۔ اور وہ میرے سامنے ہیں۔ مگر مولیٰ کریم کے فضل کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بے پایاں ہے۔ اپنے رحم سے مجھ کو اولوالعزم فضل عمر کے عہد سعادت تک زندہ رکھا۔ اور اس کے دامن سے وابستہ ہونے کی عزت و توفیق سے مجھے حصہ دیا۔ اس کی محبت میں اندھا ہو جانے کا الزام جس کے دشمنوں نے مجھے دیا۔ جس محبت کی آگ کو میں اپنے سینہ میں اور سب کے سینہ میں مشتعل دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ صرف اس لئے کہ انکی محبت اور وفادارانہ اطاعت خدا تعالیٰ کو پیاری ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس فضل و سعادت کے عہد میں میری امید وسیع نہ ہو۔ میں اپنے تمام دیرینہ مخلص دوستوں سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اس خادم قدیم (الحکم) کے لئے ہر ممکن مدد سے دریغ نہ کریں۔ اور میرے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی خیر و سعادت کی راہوں کی طرف لوگوں کو بلاؤں۔ نے میں ملائکۃ اللہ میرے معین و مددگار ہوں ؂

آمین

خلافت ثانیہ کے گذشتہ آٹھ سال پر سرسری نظر

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ۱۴ر مارچ کے تاریخی دن پر ایک ریویو لکھا گیا تھا۔ ۱۴ر مارچ کا دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک یوم الامتیاز ہے۔ اور یوم الخلافت بھی۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ اس سلسلہ میں خلافت ثانیہ کے گذشتہ آٹھ سال پر ایک سرسری ریویو کر کے جماعت کے ازدیاد ایمان و بصیرت کا موجب ہوتا مگر اس کے بعد وہ بیمار رہا تمام رہا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ پھر کوشش کروں کہ یہ مکمل ہو سکے۔ اگرچہ گذشتہ آٹھ سال کے واقعات پر تبصرہ اور ریویو ایک بسیط کتاب چاہتا ہے۔ مگر میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف نتائج اور بصائر کو پیش کرنے کی کوشش کرونگا وباللہ التوفیق ؂

تنظیم جماعت

یوم الخلافت (۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء) ایک یوم الامتیاز اور یوم الابتلا تھا۔ اس دن صادق وفاداروں اور غداروں میں ایک کھلا امتیاز ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دکھا دیا۔ کہ

درحقیقت خلیفہ بنانا اسی کا کام ہے

خلافت حقہ کے خلاف جس قدر منصوبے بنائے گئے تھے سب کے سب خاک میں مل گئے۔ حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت کا زمانہ ایک فتنہ عظیم سے ہوا۔ وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا۔ ان کو یہ خیال نہیں یقین تھا۔ کہ چونکہ وہ سلسلہ کے کاموں میں پورے دخیل اور صاحب اثر ہیں۔ اس لئے وہ اپنی قوت اور طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ خلافت کے توڑنے کا جو منصوبہ کر چکے ہیں۔ اس میں ضرور کامیاب ہونگے۔ ان کی تجاویز اور تدابیر پر اس وقت میں بحث نہیں کروں گا۔ صرف اتنا کہوں گا۔ کہ کوئی کوشش انہوں نے باقی نہیں رکھی۔ اور کوئی تیر اپنے ترکش میں نہ چھوڑا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر کی مخالفت میں اس پر نہ پھینکا گیا ہو ؂

اس ابتلا سے جماعت میں ایک تفرقہ پیدا ہوا۔ اور جماعت کی حالت میں ایک انتشار کا ظہور لازمی تھا۔ اس لئے پہلا اور ضروری کام جو حضرت فضل عمر کو کرنا پڑا وہ

تنظیم جماعت تھی

اونہوں نے صرف اس امر کو کافی نہیں سمجھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔ بلکہ آپ نے چاہا۔ کہ وہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم اور وحی سے قائم کی تھی۔ اور جو حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے وقت تک بڑھتی تھی۔ اس کو نہ صرف تفرقہ سے بچایا جاوے۔ بلکہ بحیثیت ایک جماعت کے مضبوط کیا جاوے۔ اور جہاں تک ممکن ہے۔ ایک فرد بھی جماعت سے الگ نہ ہونے پاوے۔ اور اگر کوئی بدقسمت باوجود کوششوں کے بھی الگ ہو۔ تو پھر اسے عضو ناؤف کی طرح نہیں کے ساتھ اس لئے کاٹ دیا جاوے۔ مگر کہ اس کے زہر سے جماعت کا جسم مسموم نہ ہو۔ اس مقصد عظیم کے لئے ملکی کے ہر حصوں میں واعظین

اور مبلغین کو بھیجنے سے پہلے آپ نے تمام جماعتوں کے نمائندگان کو قادیان میں جمع کیا۔ اور منصب خلافت کی حقیقت اور ذمہ داریوں کا اعلان فرمایا۔ یہ اجتماع اپریل ۱۹۱۴ء کو ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی وہ تقریر جو منصب خلافت کے نام سے شائع ہوئی ہے پڑھو اور دیکھو کہ عظیم الشان مقصد کے لئے

یہ پاک وجود کھڑا ہوا ہے

ایک شخص اگر اپنے منصب اور کام سے ہی واقف نہیں۔ تو اسے کیا معلوم ہے۔ کہ کیا کرنا ہے۔ اور کیونکر کرنا ہے۔ منصب خلافت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نصب العین اور اس کے حصول کے اصولوں کو بتایا گیا ہے۔

کسی جماعت کا بہ حیثیت جماعت قائم ہونا کامل اطاعت اور وفاداری کو چاہتا ہے۔ جب تک کل جماعت ایک وجود کی صورت اختیار نہ کرلے۔ وہ برکات اور فضل جو کسی جماعت پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ نازل نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ نے جو جماعت کے لئے ید اللہ فوق ایدیھم فرمایا ہے۔ یہ انہیں برکات کی طرف اشارہ ہے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح کے تمام تر توجہ اس ایک امر کی طرف مبذول ہوگی۔ کہ جماعت میں کامل اطاعت اور وفاداری کا ایک غیر متزلزل جذبہ پیدا کر دیا جائے۔

اس مقصد کے لئے تنظیم جماعت کے اصل اول کو آپ نے جاری کیا اور یہ

تقرر امراء تھا

مختلف جماعتوں میں آپ نے امیر جماعت مقرر فرمائے۔ تاکہ جماعتیں اپنے ایک بھائی کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے اپنے خیالات اور جذبات کو قربان کرنا سیکھیں۔ اور اسی سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ محض کوئی شخصیت اور وجاہت اس اطاعت کے لئے موثر نہیں بلکہ یہ قوت محض ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ پس اسی لئے کہ آپ نے تقریر امراء میں اس امر کو کبھی ملحوظ نہیں رکھا۔ کہ محض شخصیت سے اثر ڈالا جاوے۔ خود قادیان میں بعض اوقات ضروریات سلسلہ کے لئے آپ کو باہر جانا پڑا۔ تو اپنی غیر حاضری کے ایام کے لئے قادیان میں ایسے شخصوں کو امیر مقرر کیا۔ جن کا جسمانی طور پر کوئی تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت اور آپ کے عزیز رشتہ دار قادیان میں موجود تھے۔ مگر جو امیر مقرر کیا گیا تھا وہ ان میں سے نہ تھا۔

بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو آپ نے اپنی غیر حاضری کے ایام میں ہمیشہ دوسرے ہی لوگوں کو اپنا نائب اور امیر مقرر کیا ہے اور خاندان نبوت وخلافت کے تمام ممبروں نے جو اس وقت مرکز میں موجود تھے۔ نہایت اخلاص و وفاداری کے ساتھ ان لوگوں کی اطاعت کی۔ اس موقعہ نے جو ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ ظہور میں آیا۔ یہ ثابت کر دیا۔ کہ اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت ہی شرح صدر کے ساتھ ہر ایسے شخص کی اطاعت اخلاص و وفاداری سے کرنے کو تیار رہے ہیں جسکو اللہ کی مشیت کسی امر میں ان پر امیر بنا دے۔ اور وہ معرفت اور بصیرت جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پائی ہے اسی کی مقتضی بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت پر کوئی اعتراض خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اللہ تعالےٰ کی ذات پاک پر ہے۔ جسنے اہل بیت کی تطہیر کا بارہا اظہار فرمایا۔ غرض حضرت خلیفۃ ثانی نے پہلا کام تنظیم جماعت کا کیا۔ تنظیم جماعت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو بڑی محنت اور مشکل سے میسر آتی ہے اور حقیقت میں خدائے وحید انبیاء و رسل اور انکے نمائندوں اور خلفاء کے ذریعہ جو

وحدت پیدا کرنا چاہتا ہے

اس کا ذریعہ بھی تنظیم ہوتا ہے۔ مختلف خیال مختلف مذاق اور مختلف طبقوں اور درجوں کے لوگوں کو نقطہ واحد پر جمع کر دینا ایک امر اہم ہے پھر جمع کرنا ہی مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں کامل اطاعت اور کامل وفاداری کی شرط ہوتی ہے۔ اور یہ فضائل پیدا نہیں ہو سکتے۔ جب تک انسان اپنے خیالات اپنے علم و دانش اور ان تمام اسباب کو جو کسی ایک یا دوسری وجہ سے اس میں ایک قسم کی تمائی اور تکبر پیدا کرتے ہیں۔

قربان نہ کر دے۔

پس کسی جماعت میں منسلک ہونا صرف چند لفظوں کے کہہ دینے یا کسی تحریر پر دستخط کر دینے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے

کامل اطاعت اور کامل وفاداری مطلوب ہے

جب تک کہ ایک شخص کسی جماعت میں اس اصل کو لے کر نہیں آتا وہ جماعتیں ہمیشہ بکھری

جمعیت سے گونہ الگ ہوتا ہے

اور ان تمام فیوض اور برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور ان دونوں باتوں کے لئے ضرورت ہے۔

کامل انکساری اور خود فراموشی کی

میں اگر ان امور کی تصریح کی طرف چلا جاؤں گا۔ تو اس میں شک نہیں کہ مضمون نہایت لطیف اور دلچسپ ہو جائیگا۔ مگر اصل مطلب سے دور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں پھر اصل مطلب کی طرف اگر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا پہلا اور عظیم الشان کام تنظیم جماعت کا تھا۔ اور اس مقصد میں آپ کو جو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔

آج جو شخص بھی سلسلہ عالیہ کے انتظام جماعت کو دیکھتا ہے۔ اسکو اس امر کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ جس ہاتھ کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو متحد کیا ہے وہ کسی معمولی انسان کا ہاتھ نہیں۔ بلکہ

اس ہاتھ کے ساتھ خدا کے ہاتھ کی قوت مخفی ہے

اور اس کی آواز میں ایک اثر اور اسکے الفاظ میں ایک جذب اور اس کے اعمال میں حرکت پیدا کرنیکی مخفی قوتیں ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتی ہیں

مگر اندر ہی اندر حرکت پیدا کئے بغیر نہیں رہتیں

اس عملی قوت و تاثیر کے دشمن بھی گواہ ہیں۔ گو وہ اس کی تعبیر دوسرے لفاظ سے کریں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ اس لئے کہ

چشم عداوت میں ہنر سے بڑھ کر عیب نہیں

وہ اس کا نام اندھی تقلید رکھتے ہیں۔ اور کبھی یہ کہتے ہیں پیر پرستی۔ اگ اندھے ہو گئے ہیں۔ یہ کوئی نئی اور عجیب بات نہیں۔ حق کے پرستاروں اور اور مخلص وفاداروں کو ہمیشہ اسی قسم کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک شعور اور بصیرت اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی تھی۔ اور آپ نے اس وجہ سے کہ آپ مہدی ہیں۔ اپنی جماعت کو گمراہی پر جمع ہونیکی بشارت دی تھی۔ مگر حق کے دشمنوں کی نقص و دانش کا کیا ماتم کریں۔ کہ وہ ایسا یقین نہیں رکھتے۔

مجھ کو پیر پرستی کا غالی محرک کہا جاتا ہے۔ اگر کامل وفاداری اور مخلصانہ اطاعت و جان نثاری کے جذبات کی تحریک پیدا کرنے کا نام پیر پرستی ہے۔ اور اگر حقیقت کے رنگ سے رنگین ہونا پیر پرستی ہے۔ تو

مصری مسافر کا سفر نامہ

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب (جو گذشتہ فروری ۱۹۲۶ء میں مصر بغرض تبلیغ و تعلیم گئے ہیں) نے اپنا ایک مختصر سا سفر نامہ لکھکر میرے پاس بھیجا تھا۔ اور اب تک اس کی اشاعت کا مجھے موقعہ نہ ملا۔ دیگر یہ اختیال تھا کہ میں اس سفر نامہ کو جداگانہ چھاپ دوں۔ اور اس کی آمدنی عزیز محمود کے اخراجات کے لئے رکھوں۔ اس لئے کہ وہ اپنے خرچ پر اللہ کے فضل سے اس راہ میں نکلے ہیں۔ لیکن اب میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو الحکم ہی میں چھاپا جاوے۔ اور الحکم کی یہ ایک خصوصیت رہیگی۔ کہ اس میں ایک ہفتہ وار مصری چٹھی شائع ہوتی رہیگی (انشاء اللہ العزیز)۔

سفر ناموں کی دلچسپی تمام تر بیشتر سے ہوتی ہے۔ مجھے اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں ہے۔ لکھنے والے کے اپنے مذاق اور خیالات کی ایک لہر ہے۔

ناظرین الحکم جانتے ہیں۔ کہ خود میرا ایک زمانہ میں عزم تھا۔ کہ میں مصر اور بلاد اسلامیہ میں جاؤں۔ میری غرض محض تبلیغ و تعلیم ہی تھی۔ اور ارادہ تھا۔ کہ عربی زبان میں ایک قلم اور کلام کی قدرت حاصل کر کے ایک عربی زبان کا اخبار جاری کروں جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے البشریٰ تجویز فرمایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے میرے اس ارادے کے ایک حصہ کو تو عزیز محمود کو مصر بھیجنا کر پورا کر دیا۔ میں امید کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ دوسرے کی تکمیل کی بھی توفیق دیگا۔ اور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ جلد مصر سے البشریٰ جاری ہو جائیگا۔ احباب ان نیک ارادوں میں اخلاص اور کامیابی کی دعا فرماویں (ایڈیٹر)

میرا سفر مصر

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس کے فضل کے طفیل میں نے مصر کے راستے کا سفر طے کیا۔ اور مصر کی زمین میں بخیریت پہنچ گیا۔

۱۷ فروری ۱۹۲۶ء کا دن میرے لئے ایک تاریخی دن تھا۔ جب کہ مدرسہ احمدیہ کی طرف سے مجھ کو اور ڈاکٹر جی۔ ایم۔ بی۔ اے مدرسہ احمدیہ کے استاذ کو قادیان کے اور حضرات بھی تھے۔ میری اس وقت عجیب حالت تھی۔ یعنی میں محسوس کر رہا تھا۔ کہ مجھ پر ایک بڑا بوجھ رکھا جا رہا ہے۔ اور مجھ کو ہر ایک جسم سے ایک جدائی کی جراثیمی نقرئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو رہا تھا۔ کہ میں اب ان سب پیاروں سے اب تھوڑی دیر کے بعد جدا ہو جاؤں گا۔

میں اس وقت محسوس کرتا تھا۔ کہ میں انسانی حالت سے کچھ اوپر ہوں۔ کیونکہ میرے جیسا ناقابل انسان آج خلیفۃ المسیح کی محبتوں کے تعین عزت کو پہنچ رہا ہے۔ کہ جماعت کے احباب اس کے لئے جمع ہوں۔ اور پھر خود حضرت خلیفۃ المسیح اس میں موجود ہوں۔

مجھے تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ سب کے جسموں سے محبت کی لہریں نکلتی نظر آ رہی تھیں مگر عملی محبت نے اور بھی جادو کا سا اثر کیا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں احباب کی جدائی پر پھوٹ پھوٹ کر روؤں۔ مگر میں نے اپنے جذبات کو ضبط سے دبایا۔ چاء کے بعد قاری غلام یاسین صاحب نے قرآن مجید

کی تلاوت کی۔ سید محمد ہاشم صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ اور حافظ شیخ احمد صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ میں نے مختصر جواب دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تقریر فرمائی۔ جو امید ہے۔ کہ الفضل میں چھپ جائیگی۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا ؛

شام تک احباب ملنے کو آتے رہے۔ علی الصبح پھر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اس طرح سے احباب نے بہت احسان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے ؛

دوسری صبح کو روانگی تھی۔ صبح ہی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہدایات موصول ہوگئیں۔ اور آٹھ بجے کے قریب میں نے اپنی والدہ اور عزیزوں کو روتے ہوئے خدا حافظ کہہ دیا۔ بہت سے احباب میرے ساتھ یکوں کے اڈے تک ساتھ گئے۔ اور میں نے پرنم آنکھوں کے ساتھ قادیان کو جس کی گود میں مجھے پرورش پائی۔ اور جس کی آب و ہوا مجھے نہایت ہی پیاری ہے الوداع کہدیا ؛

اور میرے پیارے بھائی کھڑے ہوئے اپنی اشکبار آنکھوں سے میری صحبت و اخوت کے جذبات کو ابھارتے تھے۔ بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی جو عاشق مسیح موعود اور عاشق خلیفۃ المسیح ہیں۔ میرے ساتھ لاہور تک گئے۔ ان کے ساتھ میرے دل کو تسلی رہی۔ اور میں اپنے آپ کو قادیان ہی میں خیال کرتا رہا۔ بھائی جی کو ہمارے ساتھ ایسی ہی محبت ہے جیسی ان کو اپنی اولاد سے ہے۔ بھائی جی نے مجھے ایلبی ریل میں سوار کر دیا۔ بیچ سیکنڈ کلاس کی سیٹ پر لیٹ گیا۔ مگر میرا دل گرنے لگا اور ضعف کے آثار نمودار ہونے لگے۔ بھائی جی رخصت ہونے لگے۔ تو میری اس قدر بھی طاقت نہ رہی۔ کہ اٹھ کر ان کو مل ہی لیتا۔ انہوں نے دعا کی۔ ریل چل پڑی۔ وہ دیر تک اسٹیشن پر ہاتھ ہلاتے رہے۔ مگر میں اٹھ کر ان کو سلام نہیں دے سکا۔ کیونکہ میرے جسم پر بیہودت اور ضعف کا سخت اثر تھا۔ میں نے کمبل منہ پر لے لیا۔ اور خوب دل کھول کر رو دیا۔ اس لئے نہ تھا۔ کہ میں کسی بات سے ڈرتا تھا۔ بلکہ اپنی پیاری چیزوں کی جدائی کی وجہ سے تھا۔ جن کی محبت کا کبھی وہم بھی نہ تھا۔ وہ بھی بڑے زور کے ساتھ سامنے کو دکر آگئیں ؛

ہر ایک اسٹیشن نے مجھ کو قادیان سے دور کر دیا۔ اور میرا دل مجھ کو یہی کہتا تھا۔ کہ اب قادیان جسمانی رنگ میں اور دور ہو گئی قادیان اور دور ہو گئی۔ ہر سانس مجھ کو مکانی حیثیت سے قادیان سے دور کر رہا تھا۔ مگر یہ دوری محبت کی لہر کو بڑھا رہی تھی۔ مولانا علی صاحب ساتھ کے کمرے میں تھے وہ شوگا جا رہے تھے۔ وہ کبھی کبھی آتے اور باتیں کرتے۔ اس سے تسلی ہو جاتی راستے میں خوشگوار سردی رہی۔ کمبل اوڑھے رہا۔ مگر دھولپور سے گرمی کی تلخی محسوس ہونے لگی رات کو پتلی سی روئی اوڑھی منماڑ سے مولانا علی نے گاڑی بدلی۔ اور میں نظام ریلوے پر ہو بیٹھا۔ ۲۱ فروری ۱۹۲۳ء کی صبح کو سکندر آباد پہنچا۔

حضرت والد صاحب قبلہ موٹر لے کر پہنچے۔ سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب اور دیگر اصحاب حاجی عمر الدین صاحب مولوی عبدالحی صاحب کے تشریف لائے ہوئے تھے ؛

۲۵ فروری تک میرا سکندر آباد ہوٹل میں والد صاحب کے پاس قیام رہا۔ ۲۵ کو جمعہ تھا۔ احباب حیدر آباد اور سکندر آباد کے مشورے کے ماتحت مجھے وہاں لیکچر دینے کے لئے کہا گیا۔ میں نے بعد نماز جمعہ تو میگا ایک گھنٹہ اذا جاء نصر اللہ والفتح پر تقریر کی۔ مجھ سے پہلے حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب امیر جماعت حیدر آباد دکن اور بعد میں مولوی سید عبدالعلی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن کے لیکچر میرے متعلق ہوئے ؛ ۲۶ کی صبح کو میری روانگی تھی۔ کہ ۲۵ کی شام کو ہوٹل میں عالی جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد اور جناب سید عبدالعلی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد ملنے کیلئے تشریف لائے۔ اور بہت کچھ محبت کا اظہار کیا۔ جس اخلاص اور محبت سے ان بزرگوں نے میرے ساتھ عزت سلوک کیا علی الکبیر جزاہم اللہ خیر ہے اور اپنی رضا و محبت صادقہ کے مقام پر ممتاز کرے۔ میں نے ان بزرگوں کے نام سے تفاؤل لیا ؛

۲۶ کی صبح کو سکندر آباد کے اسٹیشن سے میں نے سوار ہونا تھا سکندر آباد کی سب جماعت اسٹیشن پر ساتھ گئی۔ خانصاحب غلام اکبر خاں صاحب جج اور سید عبدالعلی صاحب وکیل حیدر آباد سے سکندر آباد تشریف لائے ہوئے تھے ؛

سیٹھ الہ دین صاحب نے وہاں میرے گلے میں ایک ہار ڈالا اور ایک میرے والد صاحب کے والد صاحب نے بھی وہ ہار اتار کر میرے ہی گلے میں ڈال دیا ؛

جج صاحب اس وقت تک کھڑے رہے جب تک ریل چل نہ پڑی۔ جج صاحب واپس تشریف لے گئے۔ اور باقی ساری جماعت میرے ساتھ حیدر آباد کو آئی ؛

حیدر آباد کے اسٹیشن پر ساری حیدر آباد کی جماعت بمع حضرت میر محمد سعید صاحب موجود تھے۔ جن میں مندرجہ ذیل احباب قابل ذکر ہیں۔ مسٹر خالد پیر جی صاحب انجنیر۔ سید حکیم جعفر صاحب شیخ فضل کریم و حمد مددگار صدر صاحب مولوی اسحاق علی صاحب وکیل بدر سید ٹیچر [illegible] پنشنر مولوی حکیم سعادت علی صاحب انکے علاوہ سب حضرات تھے۔ مگر چونکہ میں حضرات کے نام سے ناواقف ہوں۔ اس لئے ان احباب کا ذکر دیا ہے۔ میں اپنے دل میں اس وقت تک حیدر آبادی احباب کی محبت اور اخلاص کا جو انہوں نے میرے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ ایک خاص اثر محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور اپنے تمام مقاصد میں بامراد کرے۔ آمین

مکرم سید بشارت احمد صاحب اور سیٹھ محمد غوث صاحب بمبئی میں تھے۔ وہ وہاں مل گئے۔ سید جعفر صاحب نے تین بہت بڑے ہار مجھے پہنائے اور ہاتھوں میں پھولوں کا زیور۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو اس اخلاص کی جزائے خیر دے۔ سٹیشن پر تمام جماعت نے نہایت اخلاص اور رقت کے ساتھ لمبی دعا کی۔ اور یہ نظارہ بجائے خود تبلیغ سلسلہ کا ایک ذریعہ تھا۔

والد صاحب نے بھی یہاں مجھکو کچھ ہدایات لکھ کر دیں اور چھاتی سے لگا کر منہ پر بوسہ دے کر پرنم آنکھوں سے رخصت کیا۔ کھانا سیٹھ صاحب نے ساتھ رکھ دیا تھا۔ سیٹھ صاحب اور بعض دوست آگے ایک اور اسٹیشن بیگم پیٹ نام تک میرے ساتھ رہے۔ شیخ عبدالقادر تاجر کتب نے دو کتابیں عربی کی حیدر آباد میں مجھے تحفۃً دیں۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

ان سب بزرگوں کو رخصت کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر میرے دل کو دھکا لگا۔ اور میری آنکھوں نے آنسو بہانے چاہے مگر حیدر آبادی پھولوں نے لوگوں کو تبلیغ سننے کے لئے آمادہ کر دیا۔ اس طرح وہ دن اور رات مجھے تبلیغ کرتے اور بولتے ہی گذرا ؛

لطیفہ راستے میں ایک جگہ ایک مولوی صاحب میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے آخر لاجواب ہو کر کہنے لگے۔ [illegible] نے جو کفر کا فتویٰ لگایا۔ تو کچھ دیکھا ہی ہوگا [illegible] ہمارے مسلمے میں فرق ہوگا۔ میں نے کہا [illegible] مسلمے میں آگیا۔ اور بس ؛

بمبئی پہنچتے ہوئے یہ اکا بیٹھ گیا ؛

بمبئی۔ اسٹیشن پر برادر فضل الٰہی صاحب شیخ عبداللہ صاحب و مسمی میاں محمد الدین صاحب تاجر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ انجمن کے دفتر میں پہونچا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ آرام کیا

وہ ہدایات جو حضرت صاحب نے اس موقع کے لئے جمع لکھ کر دی تھیں۔ حسب ذیل ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کا ہدایت نامہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم شیخ محمود احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سفر جاتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ سرزمین دنیا کی تباہی اور ترقی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے۔ اس سرزمین سے اسلام کو بہت سا نقصان بھی پہنچا ہے۔ اور فائدہ بھی۔ اور آئندہ اور بھی حوادث ہیں۔ جو اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ انجام کار وہ اسلام کے لئے مفید ہونگے۔ پس اس سرزمین میں بہت ہی ڈرتے ڈرتے قدم رکھیں۔ اور ہر وقت اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہیں۔ کہ وہ آپ کا قدم ادھر ادھر پڑنے سے آپ کو محفوظ رکھے۔ آپ کا اوّل کام عربی زبان کا سیکھنا ہے۔ اس لئے ہندوستانیوں سے رابطہ پیدا نہ کریں۔ کیونکہ غیر ملک میں اپنے اہل ملک کے سوا جب ملتا ہے۔ تو ان کی طرف بہت کھنچ جاتا ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے عربوں سے ہی میل ملاقات رکھیں۔ تاکہ زبان صاف ہونیکا موقع ملے۔ اور یہ بھی احتیاط رہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں سے تعلق ہو۔ کیونکہ جہال کی زبان بہت خراب ہوتی ہے۔ سیاسیات میں نہ پڑیں۔ اور نہ سیاسی لوگوں سے تعلق رکھیں۔ کیونکہ سیاسی لوگوں میں اگر تبلیغ ہوئی بھی تو ان کو اپنے راستے سے ہٹا کر دین کی طرف لانا دگنی محنت چاہتا ہے۔ اور اس قدر کام آپ موجودہ اغراض کو پورا کرتے ہوئے نہیں کر سکتے ؛

اپنے اخلاق کا نمونہ دکھانیکی کوشش کریں۔ کیونکہ غیر جگہ جب انسان جاتا ہے۔ تو لوگ اس کی حرکات سکنات کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ ہر ایک بات پر اپنی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کوئی ایسی بات پیش کرے۔ جس پر رائے کا اظہار نامناسب ہے۔ یا ایسی بحثوں کی طرف لے جائے۔ جو سفر کے مقصد کے خلاف ہے۔ تو بہتر ہے۔ کہ کہدیں کہ مجھے اس امر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے نہ میں نے اس پر کافی غور کیا ہے۔ اور نہ میں اس پر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں ؛

ہر قوم میں کچھ عیوب ہوتے ہیں کچھ خوبیاں۔ پس مصریوں کی خوبیاں سیکھنے کی کوشش کریں۔ مگر ان کے عیوب سیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان اپنے گرد و پیش ایک قسم کے حالات دیکھتا ہے۔ تو بری باتیں بھی اسے اچھی نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ اور وہ اسے بطور فیشن اختیار کر لیتا ہے۔ مومن کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے ؛

دوسرے ممالک میں رہکر انسان کو بارہا ایسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو برداشت کرنا اپنی طاقت سے باہر نظر آتا ہے۔ اگر کوئی ایسا امر پیش آئے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ مومن کے لئے ایک دروازہ ہر وقت کھلا ہے جس سے گذر کر وہ ہر ایک مصیبت سے بچ جاتا ہے اور وہ انابت الی اللہ کا دروازہ ہے۔ دنیا کو دعاؤں پر ہنسنے دو۔ سورج کو دیکھ کر اس کا انکار اندھوں کا کام ہے۔ دعا کے ہتھیار کو نہ بھولو۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے۔ کہ اس کے بغیر سب زندگی ایک خالی چیز نظر آتی ہے۔ انسان اپنی محبوب چیزوں سے جدا ہوتا ہے۔ تو کبھی کبھی ان کی یاد اسے ستاتی ہے۔ اس کا علاج نہ تو یہ کرو۔ کہ ان خیالات کو ہی دل سے دور کر دو۔ اور نہ ان خیالات کو اپنے اوپر غالب آنے دو کیونکہ ان خیالات کا بالکل دور کر دینا سنگ دلی اور شقاوت پیدا کرتا ہے۔ اور ان سے مغلوب ہو جانا کم ہمتی اور بے استقلالی۔ چاہیئے کہ محبت کی چنگاری دل میں سلگتی رہے۔ تا طبیعت میں نرمی اور اثر پذیری کا مادہ باقی رہے۔ مگر وہ شعلہ نہ مارے تا نہ ہو کہ صاحب خانہ کو ہی جلا کر راکھ کر دے ؛

ایک سچے مسلمان کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ اور ہمیشہ خط لکھتے رہو۔ کفایت سے گذارہ کرو۔ کہ طالب علمی کے اخراجات بڑھی عمر میں تکلیف دہ ثابت ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو ؛

خاکسار مرزا محمود احمد

(باقی آئندہ) شیخ محمود احمد عرفانی احمدی مصر

تازہ ترین مصری خبریں

خدا کے فضل و کرم سے مصر میں ایک جماعت قائم ہو گئی ہے اور جمعہ کی نماز کا بھی انتظام ہو گیا ہے۔

حمامۃ البشریٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب چھپ رہی ہے **دفتر الحکم** سے بھی اس کتاب کی کاپیاں عنقریب مل سکینگی۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری عربی کتب کی اشاعت کے لئے خاص طور پر توجہ فرماویں ؛

ہم خرما و ہم ثواب

مصری مجاہد کی امداد

مصری مجاہد عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب نے مالابار میں احمدیت کی ایک تاریخ لکھی تھی جس کا پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اسے پسند فرمایا ہے اسکی دو سو کے قریب کاپیاں ابھی پڑی ہیں۔ ایک جلد کی قیمت ۱۰ ہے۔ میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان کاپیوں کو اس نیت اور خیال سے خرید لیں۔ کہ اسکی آمدنی مصری مجاہد کی مساعی تبلیغ میں خرچ ہوگی ؛

دفتر الحکم سے طلب کرو۔

اشاعت اسلام

لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار نے لالہ خوشحال چند خورسند کی ایک تحریر سے متاثر ہو کر **اشاعت اسلام** کی اشد ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ ایک مستقل انجمن مسلم ڈیفنس لیگ کے نام سے قایم کرنے کی تحریک کرتا ہے۔ معزز ہم قوم نے تسلیم کیا ہے۔ کہ

اس وقت ملک میں صرف ایک احمدیہ جماعت اشاعت اسلام کا باقاعدہ کام کر رہی ہے۔

مگر ہاں ایک مستقل انجمن کی اس غرض کے لئے ضرورت سمجھتا ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے جقدر بھی کوششیں ہوں۔ وہ ہمیشہ عزت اور قدر سے دیکھنے کے قابل ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب کہ اشاعت اسلام کا کام باقاعدہ ایک جماعت کر رہی ہے۔ تو مسلمانوں کو اپنی طاقتوں کو منتشر کرنے کا مشورہ دینا کس حد تک درست ہے؟

احمدی جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ اور اسلام کی خدمت اور اسلام کی اشاعت ہی اس کا نصب العین ہے۔ وہ مسلمانوں میں حقیقی روح اسلام پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی کمزوریوں کی اصلاح ضروری سمجھتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عملاً اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے ؛

احمدی جماعت کے سوا جب کبھی اشاعت اسلام کی کوئی تحریک ہوتی ہے۔ تو اس کی غرض و غایت اشاعت اسلام کے نقطہ خیال سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے اسباب محض پولیٹیکل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی جو تحریک پیسہ اخبار کی ہے۔ وہ اس بنا پر ہے۔ کہ لالہ خوشحال چند صاحب نے ہندوؤں کے آئے دن کی کمی کا احساس کر کے تحفظ اقوام کی تجویز پیش کی ہے۔ پس اس کے مقابلہ میں نیو میر نگل سٹرینگتھ کے بڑھانے کے لئے اشاعت اسلام کی تجویز کو پیش کیا جاتا ہے۔ اگرچہ صاف اور کھلے الفاظ میں یہ نہیں کہا گیا۔ مگر مقصد یہی تھا۔ اسلام کی اشاعت محض اس مقصد کو مد نظر رکھکر کوئی حقیقی اشاعت اسلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ بابرکت ہو سکتی ہے ؛

ہم اس لئے اشاعت اسلام کرتے ہیں۔ کہ کل نسل انسانی کے لئے یہی ایک مذہب ہے۔ جو حقیقی طور پر خدا تک پہونچانے کا ذریعہ ہے اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو دنیا میں حقیقی امن قایم کر سکتا ہے۔ یہ امر دیگر ہے۔ کہ جب اشاعت اسلام ہو گی۔ اور اگر اسلام کی صداقتوں کو قبول کریں گے۔ تو اس سے مسلمانوں کی تعداد میں بھی ترقی ہو گی۔ مگر ہمارا مقصد انتہائی یہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے مختلف اوقات میں اشاعت اسلام کا نام لے کر تحریکیں کی ہیں۔ مگر ان میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پس ہم تو اشاعت اسلام کے ہر ایک کام اور ہر تحریک کی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ایسی کوششیں جو محض خدا کی رضا کے لئے نہوں۔ اور اغراض دنیا کو مد نظر رکھ کر کی جاویں۔ وہ کبھی بار آور نہیں ہو سکتی ہیں اشاعت اسلام کا کام جب کہ احمدی جماعت باقاعدہ کر رہی ہے تو پھر اس کے مقابلہ میں ایک جدید انجمن کی تحریک کی کیا ضرورت ہے ؛

اخلاص اور سچی ارادت کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جو کام ایک جماعت باقاعدہ کر رہی ہے۔ اور اس کے کام کے اثرات اور ثمرات بھی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس کے ہاتھ کو مضبوط کیا جاوے۔ نہ یہ کہ ایسی کوشش جو سلسلہ احمدیہ کے خلاف کسی رنگ میں بھی ہو کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ لیکن محض نیچی ہمدردی اسلامی کی بنا پر یہ مشورہ دینا ہمارا فرض ہے۔ کہ اشاعت اسلام کی فی الحقیقت ضرورت ہے۔ اور اسی کام کو جس عمدگی اور خوبی سے ہم کر رہے ہیں۔ دوسرے نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس میدان کو مذہبی دنگل کا اکھاڑہ بنانے کی کوشش سے پرہیز کرنا ہی اسلامی خدمت ہو گی۔ اور پیسہ اخبار کو کسی جدید تحریک کی ضرورت نہیں ؛

جرمنی میں احمدیت کی تبلیغ

جرمنی میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور سلسلہ احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد و ہدایت کے ماتحت وہاں مرکز قائم کیا گیا ہے۔

تبلیغی مرکز کی ضروریات کے لئے ایک دار التبلیغ کی خرید و تعمیر کے احکام نافذ ہو چکے ہیں۔ جس میں مسجد اور مبلغین کے رہنے کے علاوہ دفتر۔ لائبریری وغیرہ تمام ضروریات ہونگی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ناظر صاحب تالیف و اشاعت تحریک کر رہے ہیں اور وہ جلسہ تک تین ہزار روپیہ اکٹھا کرنا چاہتے ہیں۔ اشاعت اسلام کی دلدادہ اور فدائی جماعت اگرچہ اس سال میں ایک خاص چندے دے چکی ہے مگر یہ ضرورت ایسی ضرورت نہیں کہ اس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جا سکے۔ اس لئے جلسہ تک اس رقم کا مہیا کرنا جماعت کے فرائض ملی میں داخل ہے۔ تمام رقوم ناظر بیت المال کے نام آنی چاہئیں ؛

اطلاع

میں چونکہ تین سال کے بعد واپس آیا ہوں اور دفتر الحکم کے نظام کو باقاعدہ کرنے کے لئے مجھے بہت ہی کم فرصت ہوئی ہے کیونکہ احمدیہ سٹور کے جدید انتظام کے لئے مجھے اپنا وقت دینا پڑا ہے۔ اور اب جلسہ کی تقریب قریب آ رہی ہے اس لئے میں سرپرستان الحکم کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ آئندہ اخبار کا دوسرا نمبر ۷ جنوری ۱۹۲۳ء کو انشاء اللہ العزیز شائع ہو گا ؛

اخبار پنتھ لاہور

یہ جدید روزانہ لاہور سے سردار دیوان سنگھ صاحب مشہور اور قابل جرنلسٹ کی ایڈیٹری سے شائع ہونے لگا ہے۔ اخبار کی کتابت و طباعت اور کاغذ ہی اعلےٰ درجہ کا نہیں بلکہ مضامین بھی نہایت قابلیت اور معقولیت سے لکھے جاتے ہیں۔ واقعات حاضرہ نہایت سنجیدگی سے رائے زنی کی جاتی ہے۔ غرض ہر حیثیت سے یہ اخبار اس قابل ہے کہ اسے پڑھا جاوے۔ دفتر پنتھ لاہور سے منگوایا جائے ؛

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بالکل قریب آرہا ہے۔ ناظم جلسہ جناب میر محمد اسحاق صاحب جلسہ کے انتظامات میں لگے ہوئے ہیں۔ ضروریات جلسہ کی فہرست میر صاحب نے شائع کردی ہے۔ اور احباب علی قدر ہمت ان کے پورا کرنے کے لئے پوری توجہ سے کام لے رہے ہیں۔ میں صرف اتنا ہی کہوں گا۔ کہ وہ اپنی توجہ کی رفتار کو تیز تر کردیں۔ تاکہ ضروریات کی بہم رسانی کے بعد دوسرے امور کی طرف توجہ کرنے کی ناظمان جلسہ کو فرصت ملے۔ ضروریات جلسہ کی بہم رسانی کے بعد جس امر کی طرف مجھ کو توجہ دلانا ہے۔ وہ سلسلہ کی مالی ضروریات متفرقہ کا احساس ہے۔

سالانہ جلسہ پر اس کے لئے اپیل کرنا بھی ایک ضروری امر ہو رہا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی توجہ دلائی ہے۔ اور دلاتا رہوں گا جب تک کہ اس میں کامیابی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی حقیقی پرستار اور اشاعت سلسلہ کے لئے دل میں ایک تڑپ اور اضطراب رکھنے والی قوم کے شایان شان نہیں۔ کہ وہ ایک جذبات آفریں اپیل کی محتاج ہو۔ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا احساس اسے اسیطرح ہونا چاہیئے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ جس طرح ہم کو اپنی ذاتی اور روزمرہ کی ضروریات کا احساس ہوتا ہے ؛

سلسلہ کا کام دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور بڑھے گا۔ ان کاموں کی تکمیل اور انصرام کے لئے ایسی جماعتیں بھی آجانے والی ہیں۔ جب کہ ایک ایک شخص لاکھوں روپیہ خرچ کردینا بالکل آسان سمجھے گا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ شخص آوے۔ موجودہ اس وقت کے لوگوں کا کام ہے۔ کہ وہ اپنی قربانیوں کی ایک ایسی نظیر قائم کردیں۔ جو ان کے ایمان اور عمل کے لئے بے نظیر ہو ؛

میری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ پر لوگ اپیل کے محتاج نہ ہوں۔ بلکہ جو وقت اپیل کے لئے ہو۔ اس وقت صرف اس امر کا اعلان کیا جائے۔ کہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے سال رواں کے واسطے ہم کو اس قدر روپیہ درکار ہے۔ اور فلاں فلاں جماعت نے اس اس قدر دیکر اس ضرورت کو پورا کردیا ہے۔

ایک رقم مستقل اور اتفاقی ضروریات کے لئے بھی خزانہ میں جمع رہنی چاہیئے۔ تاکہ خاص چندوں کی ضرورت نہ رہے۔ اس وقت تک سلسلہ کا جو بجٹ طیار ہوتا ہے۔ اس میں صرف مستقل مدات کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اتفاقی اور خاص ضروریات کی کوئی مد نہیں ہوتی۔ لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ یہ ایک مستقل مد ہو۔ اور ہر جماعت پر اس کا بجٹ تقسیم کردیا جائے۔ جس کو وہ سال کے اندر پورا کردے یہ تو ایک تحریک ہے۔ جس کے لئے مجھے امید ہے۔ کہ ناظر بیت المال اور محاسب غور کریں گے ؛

یہاں مجھ کو جس امر کی طرف توجہ دلانا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہمکو اپنے گھروں میں خود اس امر کا فیصلہ کرکے آنا چاہیئے۔ اپنی جماعتوں میں بیٹھ کر لیا جاوے۔ کہ سالانہ جلسہ پر ہر ایک جماعت کس قدر چندہ پیش کرے گی۔ اور وہ مجموعی رقم جمع کرلی جاوے۔ اور مرکز کے صدر محاسب کو قبل از وقت اطلاع دی جاوے۔ تاکہ ان کو اس فرد کے بنانے میں آسانی ہو ؛

میری رائے میں خود محاسب صاحب کو بھی ایک سرکلر ایسی جماعتوں پہنچنا چاہئے تھی کہ وہ جسقدر روپیہ آیندہ سال کے لئے جماعتوں سے لینا چاہتے ہیں۔ جو معمولی اور مستقل چندوں کے علاوہ ہوگا۔ اس کے متعلق جماعتوں کو تحریک کریں۔ اور سالانہ جلسہ سے پہلے ان کے جوابات حاصل کرلیں۔ تاکہ وہ اعلان کرسکیں۔ اور مطلوبہ رقم میں سے اگر کچھ کم رہجاوے تو اس کمی کو جلسہ میں پورا کیا جاوے ؛

اہم اور ضروری مصروفیت کی وجہ سے اپیل یا وصول روپیہ کے لئے کافی وقت بھی نہیں ہوا کرتا۔ اور محض ایک رسم یا معمول کے طور پر یہ کام جلسہ پر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر پہلے سے یہ کام ہوسکے۔ تو وہ وقت اور بھی مفید ہوسکتا ہے۔ میں جہاں جماعتوں کو ان کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپیل کے محتاج نہ رہیں۔ وہاں ذمہ دار افسروں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ میری اس تحریک کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور اسے کارآمد اور مفید بنانے کی طرف دھیان دیں۔ اس جلسہ پر کم از کم ایک لاکھ روپیہ ہم کو جمع کرنا چاہیئے۔ جو ماہواری اور مستقل چندوں کے علاوہ ہوگا۔ تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ بنصرہ العزیز سلسلہ کو اکناف عالم میں پہونچانے کا جو عظیم الشان پروگرام زیر نظر رکھتے ہیں وہ ہمارے ہاتھوں سے پورا ہوسکے۔ خدا تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم عملاً اس پر قدم مار سکیں۔ آمین

سالانہ جلسہ کا پروگرام

جماعت احمدیہ قادیان بابت سنہ ۱۹۲۲ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

پہلا اجلاس

½ ۹ سے ۱۰ بجے تک نظم و تلاوت
۱۰ سے ۱۱ ،، ،، "نبوت مسیح موعود" مولوی سرور شاہ صاحب
۱۱ ،، ۱ ،، ،، معیار صداقت انبیاء حافظ روشن علی صاحب

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۲ بجے سے ½ ۴ بجے تک تلاوت و نظم
½ ۲ ،، ،، ۳ ،، ،، رپورٹ صدر انجمن احمدیہ
۳ ،، ،، ۴ ،، ،، مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ — مولوی عزالدین صاحب شملوی
۴ ،، ،، ½ ۴ ،، ،، رپورٹ صیغہ تعلیم و تربیت
½ ۴ ،، ،، ،، ،، ،، امور عامہ

دوسرا دن ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

پہلا اجلاس

½ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک تلاوت و نظم

۱۰ ،، ،، ½ ۱۱ ،، ،، ختم نبوت (شیخ عبدالرحمن صاحب)
½ ۱۱ ،، ،، ½ ۲ ،، ،، وفات مسیح و سیر محمدی (شیخ محمد اسمٰعیل صاحب)
½ ۱۲ ،، ،، ۱ ،، ،، رپورٹ صیغہ بیت المال و اشاعت

ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر دو بجے شروع ہوگی

فتح محمد سیال
ناظر تالیف و اشاعت قادیان

حصہ داران سٹور کو اطلاع

احمدیہ سٹور کے متعلق حصہ داران سٹور کی مجلس منعقدہ ۲۵ر تبلیغ یکم نومبر سنہ ۲۲ء میں سٹور کا آئندہ انتظام ایک بورڈ آف ڈائرکٹرز کے سپرد کیا گیا۔ اور مروجہ مینجنگ ڈائرکٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم کو بورڈ آف ڈائرکٹر منتخب کیا ہے روئداد مذکور بہت جلد طبع کرا کر حصہ داران کو بھیجی جاوے گی۔ واپسی روپیہ کی درخواستوں کو متعلق سٹور کے ڈائرکٹر قواعد وغیرہ جلد شائع کرنے کی انشاء اللہ کوشش کرینگے یہ سطور محض عام اطلاع کیلئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر حصہ داروں کے خطوط یا استفسارات کے جواب میں اب تک توقف ہوا ہو تو وہ معاف کریں۔ کام کو باقاعدہ بنانے کی خدا کے فضل اور توفیق سے کوشش ہو رہی ہے آئندہ خط و کتابت مینجنگ ڈائرکٹر احمدیہ سٹور قادیان کے پتہ سے ہونی چاہئے۔ کیونکہ میں نے آج چارج مینجنگ ڈائرکٹر صاحب کو بھیج دیا ہے۔

ناظر امور عامہ ۲۹ر نومبر سنہ ۱۹۲۲ء

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت نسبتاً اچھی ہے احباب آپ کی کامل صحت اور کامیابی کے لئے لازماً دعا کیا کریں۔

۲۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے عزیز مکرم مولوی عبدالسلام سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی دلہن کو لیکر کلکتہ سے ۲۲ دسمبر کو دارالامان میں واپس تشریف لائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے تھوڑی دور تک استقبال فرمایا۔ احباب دعا فرماویں کہ اس محسن انسان کی اولاد دین اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو فرزند اکبر عظم کے برگشتہ بار ہو